Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 02,
Jan – Mar 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

# خلافت بنو امیہ اور خلافت بنو عباس میں خواتین کی داعیانہ کاوشیں: عصری تناظر میں اطلاقی مطالعہ

# *Women's Advocacy in the Umayyad and Abbasid Caliphates: An Applied Study in Contemporary Context*

***Azhar Hussain***
*M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,*
*University of the Punjab, Lahore, Pakistan*
***Hafiz Muhammad Zaheer***
*M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,*
*The University of Lahore, Lahore, Pakistan.*
***Ghulam Hussain***
*M.Phil. Scholar. Department of Islamic Studies,*
*University of the Punjab, Lahore, Pakistan*

Version of Record
**Received**: 16-Jan-24 **Accepted**: 20-Feb-24
**Online/Print**: 24- Mar -2024

***ABSTRACT***

*This study delves into the missionary efforts of women within the Banu Umayyad Caliphate, offering an applied analysis within a contemporary framework. The research explores the historical context of the Banu Umayyad era, examining the roles, contributions, and challenges faced by women in propagating the message of Islam during that period. By adopting an applied perspective, this study aims to bridge the gap between historical narratives and modern-day challenges. Through an examination of primary sources and historical accounts, the study sheds light on the strategies, methodologies, and achievements of women missionaries within the Banu Umayyad Caliphate. Furthermore, it investigates the relevance and applicability of their approaches in addressing contemporary issues and promoting Islamic values in diverse and dynamic societies.*

***Keywords:*** *Women's Missionary Efforts, Banu Umayyad Caliphate, Applied Study, Contemporary Context, Islamic Values, Historical Analysis.*

CC BY

## تمہید

اسلامی تاریخ میں، بنو امیہ خلافت ایک اہم دور کے طور پر کھڑی ہے جو سیاسی سازشوں، فوجی فتوحات اور وسیع ثقافتی اثر ورسوخ سے معروف ہے۔ اقتدار اور حکمرانی کے بیانیے کے درمیان، اس دور میں خواتین کے کردار اور شراکت اکثر ایک کم دریافت شدہ پہلو کے طور پر ابھرتے ہیں۔ یہ مطالعہ بنو امیہ خلافت کے اندر خواتین کی مشنری کوششوں کے بارے میں تحقیقات کا آغاز کرتا ہے، جو عصری تناظر میں ان کی اہمیت اور مطابقت کو روشن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاریخی واقعات اور بنیادی ماخذوں کو تلاش کرتے ہوئے، اس تحقیق کا مقصد ان خواتین کی حکمت عملیوں، چیلنجوں اور کامیابیوں سے پردہ اٹھانا ہے جنہوں نے اس تبدیلی کے دور میں اسلام کے پیغام کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی مشنری کوششوں کے ایک باریک امتحان کے ذریعے، یہ مطالعہ تاریخی تجربات اور موجودہ دور کے چیلنجوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، ایسی بصیرتیں پیش کرتا ہے جو جدید معاشرے کی پیچیدگیوں سے ہم آہنگ ہوں۔ جب ہم صنف، مذہب اور معاشرتی حرکیات کے مباحث کو سمجھتے ہیں تو بنو امیہ خلافت کے اندر خواتین کی نوعیت اور اثرات کو سمجھنا ایک ایسا زاویہ فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے ہم اسلامی اقدار کو فروغ دینے اور آج کے متنوع اور ارتقاپذیر حالات میں مثبت تبدیلی کو فروغ دینے کے لیے اسباق اور تحریک حاصل کرسکتے ہیں۔

اسلام کی دعوت کے مواقع پر اطلاقی نقطہ نظر سے، یہ تحقیق تاریخی روایات اور معاصر چیلنجز کے درمیان فاصلے کو پورا کرنے کا مقصد رکھتی ہے۔ یہ دیکھتی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول اور عملیات کو کیسے سمجھا جاسکتا ہے اور عصری مسائل کے حوالے سے کیسے ان کا استعمال کیا جاسکتا ہے، خاص طور پر خواتین کے متعلقہ مسائل کو حل کرنے کے لیے۔ یہ تحقیق معاصر معاشرتی، سماجی، اور سیاسی ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجربات سے قیمتی سبقات اور مواقف حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

دعوت میں ایک مسلمان عورت کا کیا کردار ہونا چاہیے امت کی تعلیم وتربیت میں ایک عورت کا کیا دائرہ عمل ہونا چاہیے، امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ کی زندگیاں ان تمام سوالات کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ ان کی بامقصد زندگیاں آج کے پرفتن دور میں عورتوں کے لیے راہ عمل بھی ہیں اور راہ نجات بھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ایسی بہت سی نصوص ہیں جن میں دعوت دین اور خواتین کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے مسلمان مرد اور عورت دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

## دعوت کے معاملہ میں مرد و عورت دونوں سے خطاب

اس سلسلے میں جو عمومی نصوص وارد ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾[1]

(تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں)

## امت وسط کا دونوں اصناف پر اطلاق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾[2]

(اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول ﷺ تم پر گواہی دینے والے)

ان آیات میں خصوصی طور پر امۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں مسلمان مرد اور عورتیں اور بچے بوڑھے سبھی شامل ہیں۔ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر پوری امت کی ذمہ داری ہے۔

الرائد میں "الامۃ" کا درج ذیل مفہوم بیان کیا گیا ہے:

**"الأمة. ج أمم. (1)جماعة من الناس يعيشون في وطن واحده، وتجمعهم رغبة في الحياة المشتركة تدعمها وحدة في التاريخ أو اللغة أو الدين أو الاقتصاد أو فيها جميعا. (2) الوالدة. (3) كل جنس من الحيوان. (4) الجيل. (5) الدين. (6) الطريقة. (7) الحين والمدة والوقت. (8) القامة"**[3]

(امت کی جمع امم ہے (1) لوگوں کی ایسی جماعت جو ایک ہی علاقے یا وطن میں رہتی ہوں، اس جماعت کو کسی امر جامع مجتمع کیا ہو، جن افراد کے درمیان کوئی اصل مشترک ہو، یا تاریخ، زبان، دین، اقتصاد یا تیا یہ تمام چیزیں ان میں مشترک ہوں وہ امت کہلاتی ہے۔ (2) ماں، (3) نسل، (4) دین، (5) راستہ، (6) وقت اور مدت، (7) قد و قامت)

امت کا لفظ خاص طور پر آپ ﷺ کے پیروکاروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور دوسری بات یہ کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ میں امت مسلمہ کی جو ذمہ داریاں اور دعوت و تبلیغ کا اہم مشن سونپا گیا ہے اس کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں کہ دعوت کی ذمہ داری ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے البتہ دونوں کا دائرہ عمل مختلف ہے۔ ان آیات کی تشریح و تعبیر میں تمام علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ دعوت دین کی ذمہ داری ہر مسلمان پر فرض ہے۔[4]

## تعلیم مرد و عورت کا حق

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے بلا تفریق طبقات و قبائل بلا تخصیص مرد و زن سب کے لیے عام تعلیم کی آواز بلند کی اور نبی ﷺ نے فرمایا:

**"عن ابي سعيد الخدري رضى الله عنه قال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَأَى مِنكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ"**[5]

ابو سعید خدریؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روک دے اور اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہو گا)

اس کے علاوہ کتب احادیث میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے موضوع پر بہت سی احادیث مذکور ہیں۔ جن کے مخاطبین پوری امت کے مسلمان ہیں، جن میں عورتیں بھی شامل ہیں، اور اس کی وضاحت علامہ ابن قیم اس طرح کرتے ہیں:

**"قَدْ اسْتَقَرَّ فِي عُرْفِ الشَّارِعِ أَنَّ الْأَحْكَامَ الْمَذْكُورَةَ بِصِيغَةِ الْمُذَكَّرِينَ إِذَا أُطْلِقَتْ وَلَمْ تَقْتَرِنْ بِالْمُؤَنَّثِ فَإِنَّهَا تَتَنَاوَلُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ؛ لِأَنَّهُ يُغَلِّبُ الْمُذَكَّرَ عِنْدَ الِاجْتِمَاعِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾"**[6]

(شارع کی عرف میں یہ بات ثابت ہے کہ تب شرعی احکام کا بیان مؤنث کے صیغے کے بغیر مذکر کے صیغے کے ساتھ ذکر کیا جائے تو اس صیغے میں مرد اور عورت دونوں اصناف داخل ہوتی ہیں کیونکہ اجتماع کی صورت میں مذکر غالب ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: (جب لوگوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں)

اور اس بات کی وضاحت علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں ہے اور علامہ زرکشی کی البرھان فی علوم القرآن میں اور ابن عقیلہ کی الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن میں بھی کی گئی ہے۔ ان میں قرآن کریم میں مستعمل خطاب کے مختلف طریقوں کی وضاحت کی گئی ہے۔[7]

## دعوت و تبلیغ میں خواتین کو درپیش مشکلات

آج کے دور میں مسلمان خواتین کو اسلام کی دعوت کے حوالے سے کئی مسائل کا سامنا ہے۔ ان میں سے ایک اہم مسئلہ ہے معاشرتی محیط میں ان کی ذاتیت کی پیشگوئی اور ان کی دینی پہچان کے مابین تضاد۔ زندگی کی مختلف شعبوں میں محنت کرنے اور خاندانی ذمہ داریوں کا ساتھ دینے کے باوجود، بہت سی خواتین کو اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ علمی تعلیم، سماجی پریشانیوں، اور روایتی تصورات کی تضاد کی وجہ سے ان کی دعوت کرنے کی صلاحیت پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ، علماء اور سماجی مشاورت کا کمی سے بھی وہ گزر رہی ہیں، جو انہیں دینی تعلیمات اور اصولوں کو بہتر سمجھنے اور دوسروں کو دین کی صحیح تشریح دینے میں مدد فراہم کرسکتی ہے۔ اسلامی دعوت کی فہم اور ان کی مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے، سماجی، فکری، اور علمی حوالوں کی توسیع اور بہتری کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان خواتین کو اپنے دینی اقدار اور معیارات کے لحاظ سے موثر طریقے سے دعوت دینے کا موقع ملے۔

### 1: داعیہ کا انداز دعوت اور مسائل

ایک داعیہ کا اندازِ دعوت بے ہنگم، شعلہ نوائی اور جوشِ بیان پر مشتمل نہیں ہونا چاہیے۔ ایسا انداز اپنانے سے نہ صرف داعیہ کا وقار ختم ہوتا ہے بلکہ دین کے وقار کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایک اچھی داعیہ کی دعوت کے پیچھے علم و حکمت پنہاں ہو، وہ متحمل مزاج ہو، اس کے عمل میں اطمینان اور متانت کا عنصر ہو۔ اُس کی گفت گو مدلل اور موضوع کے عین مطابق ہو۔ اس کے خطاب میں توازن ہو تاکہ سامعات اس کی گفت گو کے سحر سے متاثر ہو کر اس کے پند و نصائح کو پوری توجہ سے سنیں؛ لیکن اگر داعیہ ان جملہ اوصاف سے محروم ہو اور چاہے کہ اپنی بے ہنگم شعلہ نوائی سے سامعات کے قلوب و اذہان پر اثر انداز ہو سکے تو ایسا ہونا ناممکن ہے۔

### 2: داعیہ اور فرقہ وارانہ مسائل

فرقہ واریت کے عفریت نے ہی مسلم اُمہ کو اَقوام عالم کے سامنے ذلیل ورُسوا کر دیا ہے۔ایک مخلص داعیہ کو کبھی فروعی، نزاعی اور اختلافی اُمور کو موضوعِ بحث نہیں بنانا چاہیے۔اس کا فرض اُمت کو جوڑنا ہے۔مودت و محبت اور اخلاص سے سرشار ہو کر دلوں میں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دین کی محبت پیدا کرنا ہے۔یہ فرقہ واریت ہی ہے جس نے ملت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے، اس کا بنیادی سبب یہی تینوں فروعی، نزاعی اور اختلافی اُمور ہیں۔بعض متنازعہ امور اگرچہ اتنے اہم نہیں ہوتے، ان سے صرفِ نظر کیا جاسکتا ہے؛ لیکن یہ فتنہ پرور داعیات ہیں جو اختلافات کی آگ بڑھکانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتیں۔ اللہ سے خوف رکھنے والی داعیہ ان امور پر کبھی بات نہیں کرتی۔انسانی فلاح و بہبود کے بے شمار موضوعات داعیاتِ دین کی لب کشائی کے منتظر ہیں، جن کی تبلیغ سے انسانیت ان گنت درپیش مسائل سے عمدہ طریقے سے عہدہ برآ ہو سکتی ہے۔لہٰذا حتی المقدور ایسے موضوعات سے اجتناب کرتے ہوئے اختلافات کے بجائے مشترکات پر بات کرنی چاہیے اور وقت کی ضرورت کے مطابق موضوعات کو اپنی دعوت کا حصہ بنانا چاہیے۔

### 3: ناگزیر حالات اور داعیہ کی حکمت عملی

ناگزیر حالات میں داعیہ اپنی حکمتِ عملی تبدیل کر سکتی ہے۔کیونکہ جس عمل میں تحرک ہوتا ہے، اس میں فعالیت ہوتی ہے اور اس کو آگے بڑھنا ہوتا ہے۔حالات کے ساتھ ساتھ تقاضے بھی بدل جاتے ہیں۔اسی لیے قرآن وحدیث میں بھی ناسخ اور منسوخ ہوتے ہیں۔ایک وقت کے تقاضے کے مطابق اللہ تعالیٰ ایک آیت مبارکہ کا نزول فرماتا ہے۔جب وہ تقاضے تبدیل ہو جاتے ہیں تو نئی آیت مبارکہ نازل ہو جاتی ہے، جو پہلے حکم کو منسوخ کر کے نیا حکم نافذ کر دیتی ہے۔اللہ کے احکام میں بھی ایک تدریج ہے۔ حکم میں تبدیلی آجاتی ہے، مگر اسے انحراف نہیں کہتے، بلکہ یہ تبدیلی تسلسل کا حصہ ہوتی ہے۔جب حالات اور اس کے تقاضے بدل جائیں تو بدلے ہوئے حالات میں پچھلی strategy کو برقرار رکھنا اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف اور اسلام کے مزاج کے بھی خلاف ہے۔اسلام میں ناسخ و منسوخ کا فلسفہ بھی یہی ہے۔

### 4: تبلیغ دین کی اجرت اور داعیہ کا ردعمل

داعیہ کا دعوت و تبلیغِ دین کے عوض اُجرت لینا جائز عمل ہے، لیکن اعلیٰ اور پیغمبرانہ طریق یہ ہے کہ دعوت و تبلیغِ دین کا فریضہ بغیر کسی اُجرت و معاوضہ کے سرانجام دیا جائے۔دعوت وارشاد اور تقریر و تبلیغ دین پیغمبرانہ ذمہ داری ہے۔

1۔ پیغمبرانِ کرام علیہم السلام اپنی قوم کو وعظ و تبلیغ کرتے تو فرماتے:

﴿فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ﴾ [8]

سو اگر تم نے (میری نصیحت سے) منہ پھیر لیا ہے تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا، میرا اجر تو صرف اللہ (کے ذمۂ کرم) پر ہے

2۔ سورہ یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے کی گفتگو کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا ٱلْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱتَّبِعُوا۟ ٱلْمُرْسَلِينَ. ٱتَّبِعُوا۟ مَن لَّا يَسْـَٔلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾ [9]

اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا: اے میری قوم! تم پیغمبروں کی پیروی کرو۔ ایسے لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

گویا پیغمبرانہ طرزِ عمل یہ ہے کہ دعوت الی اللہ کی ذمہ داری کی ادائیگی کے عوض لوگوں سے کسی قسم کا معاوضہ اور بدلہ نہ مانگا جائے اور تقریر و تبلیغ کے لیے لوگوں سے کسی قسم کے بدلے یا فائدے کا سوال نہ کیا جائے۔ بلکہ یہ ذمہ داری اللہ کے پیغمبروں کی طرح محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خدمتِ دین سمجھ کر ادا کی جائے اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔

### 5: داعیہ کے اسفار اور شرعی حدود

دعوت و تبلیغ دین کے لیے جب داعیات بااعتماد گروپ کی شکل میں ہوں تو باپردہ رہتے ہوئے سفر کر سکتی ہیں، بشرطیکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ ہو۔ لیکن اگر داعیہ تنہا ہو تو ایسی صورت میں غیر محرم کے ساتھ اس کا سفر کرنا جائز نہیں۔

### خلافت بنو امیہ کی داعیات

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کے عہد پر نگاہ دوڑائی جائے تو بنو امیہ کا عہد تقریباً نوے یا بانوے سال پر محیط ہے اور یہ مسلمانوں کے عروج کا دور زرّیں کہلاتا ہے۔ یہ عہد بنو امیہ حضرات صحابیاتؓ و تابعیاتؒ اور وتبع تابعیاتؒ سے عبارت ہے اس زرّیں عہد کی خواتین نے مختلف علوم و فنون کی ترقی و ترویج کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ، وعظ و تذکیر، رشد و ھدایت اور تزکیہ نفس کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں جس سے ہزارہا لوگوں نے کسب فیض حاصل کیا۔

ان خواتین میں حضرت ام الدرداء الصغریٰؒ، فاطمہ بنت عبدالملکؒ زوجہ عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت حفصہؒ بنت سیرین، حضرت فاطمہؒ بنت منذر، حضرت فاطمہؒ بنت علی، حضرت عاتکہؒ بنت یزیدؒ، حضرت ام کلثومؒ بنت ابی بکر، حضرت عائشہؒ بنت سعد، حضرت صفیہؒ بنت شیبہؒ، حضرت عائشہؒ بنت طلحہؒ، حفصہؒ بنت عبدالرحمن کے نام قابل ذکر ہیں۔

**فاطمہؒ بنت منذر** بن زبیرؓ بن العوامؓ عظیم محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ اسی طرح مشہور تابعیہ **حضرت صفیہؒ بنت سیرینؒ** بلند پایہ محدثہ تھیں۔ فہم القرآن میں بھی ان کا مقام بہت اعلیٰ تھا علم قراءت میں ان کو اس قدر مہارت حاصل تھی کہ جب ان کے بھائی محمد بن سیرینؒ کو کوئی مشکل پیش آتی تو فرماتے حفصہؒ سے پوچھو کہ وہ کیسے پڑھتی ہے۔

علوم القرآن کی معرفت کے حوالے سے حضرت حفصہؒ کے لیے یہ بہت بڑی شہادت ہے جس سے ان کا علمی مقام ومرتبہ دکھائی دیتا ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت حفصہؒ فہم وفراست اور کتاب اللہ کو زبانیاد کرنے کے اعتبار سے بہت بلند مقام و مرتبے پر فائز تھیں۔ دن رات قرآنی ماحول میں بسر کرتی تھیں۔ اور ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف ہوتی تھیں۔ اور یہی درد انہوں نے ساری زندگی اپنا معمول بنا کر رکھا۔[10]

**حضرت ام الدرداء الصغریٰؒ** وہ خاتون ہیں جنہوں نے علوم عظیم المرتبت صحابہ اکرامؓ سے حاصل کیے۔ جن میں سر فہرست ان کے شوہر ابو درداءؓ ہیں۔[11] اور پھر ان علوم کو انہوں نے دعوت و تبلیغ کی تکمیل کے لیے آگے بھی پھیلایا۔ ان سے متعدد بڑے علمائے کرام اور جلیل القدر تابعین جن میں جبیر بن نصیر، ابو قلابہ الجرمی، رجاۃ بن حیوۃ، یونس بن سیرہ، مکحول شامی شامل ہیں انہوں نے علم حاصل کیا۔

حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

"كانت ام الدرداء الصغرى من فضلي نساء وعقلائهن ودوات الرأي فيهن"[12]

(وہ بڑی عقیلہ اور فاضلہ اور صاحب رائے تھیں)

**حضرت صفیہؒ بنت شیبہؒ** حضرت عائشہؓ کی خاص شاگردہ تھیں۔ آپؒ امیر معاویہؓ کے دور تک زندہ رہیں۔ حدیث کی کتابوں میں ان کی روایات موجود ہیں۔ لوگ ان سے مسائل اور حضرت عائشہؓ کی حدیثیں پوچھنے آتے تھے۔[13]

آپ نے فرمودات نبوی ﷺ کو سینہ بہ سینہ آگے پھیلایا۔

**حضرت عائشہؒ بنت طلحہؓ** سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی نواسی تھیں ان کی والدہ ام کلثومؒ اور خود ان کا شمار مشہور تابعیات میں ہوتا ہے۔ دونوں حضرت عائشہؓ کی شاگرد تھیں۔ ان کا شمار تابعہ ثقہ میں ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ بنت سعد نے اپنی خالہ حضرت عائشہ

صدیقہؓ سے روایات کی ہیں۔[14] اسی طرح دین اسلام کی دعوت و تبلیغ میں آپ نے اپنے دور کی جلیل القدر خواتین کی طرح احادیث کو آگے پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

عہد بنو امیہ کی طرح عہد بنو عباس میں بھی خواتین اسی جوش و جذبے سے دعوت و تبلیغ دین میں مصروف کار رہیں۔ خلافت بنو عباس کا دور 132 ہجری تا 656 ہجری تک رہا۔ اس دور کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علمی و دعوتی دونوں لحاظ سے عہد بنو عباس کی خواتین کا مقام و مرتبہ کتنا بلند تھا۔

عہد بنو عباس کی مشاہیر نسواں میں ملکہ زبیدہ، ملکہ خیزران بوران سید نفنیہ اور سیدۃ فخر النساء، بی بی امۃ الاسلام، بی بی ستارہ شیخ الرئیس بو علی سینا کی والدہ، خدیجہ بنت محمد بغدادی، اخت شرف الاسلام امام عبد الوہاب، فاطمہ بنت شیخ علاؤالدین حنفی، فقیہ سمرقندی، فاطمہ نیشاپوری، نفیہ بنت حسین، حمیصنہ بنت یاسر، آمنہ رملیہ، امۃ الواحد قابل ذکر ہیں۔

دعوت و تبلیغ اور حصول علم کی خاطر ان خواتین نے دور دراز کے مقامات کا سفر کیا۔ اور دعوت دین کی خاطر اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔ اس کے علاوہ اس زرّیں عہد کی خواتین نے تصنیف و تالیف، وعظ و تذکیر، رشد و ہدایت اور تزکیہ نفس کے سلسلے میں گرانقدر خدمات انجام دیں جس سے ہزارہا تشنگان علوم ان سے فیضیاب ہوئے۔

اس دور کی نامور خواتین نے اپنی علمی و تبلیغی سرگرمیوں کے لیے انفرادی درس گاہیں اپنے گھروں میں قائم کر رکھی تھیں۔ جس سے دینی علوم کی ترویج و اشاعت ممکن ہوئی۔ ان خواتین اسلام نے اپنی علمی و دعوتی سرگرمیوں کو ہر طرح کے حالات میں جاری و ساری رکھا۔ ان خواتین اسلام نے علم حاصل کر کے دعوت تبلیغ دین کا کام شاندار طریقے سے سرانجام دیا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

**شیخہ صالحہ** (چھٹی صدی ہجری) عبد الواحد بن محمد بن علی بن احمد شیرازی (جو ابو الفرج کے لقب سے مشہور تھے) کی صاحبزادی اور زین الدین علی بن ابراہیم نعیم بن نجا (جو ابن النحیّہ کے نام سے معروف تھے) کی والدہ تھیں۔ شیخ ابو الفرج اپنے وقت میں شام کے مشہور شیخ اور فقہ حنبلی کے امام تھے۔ فقہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں۔ انہوں نے کتاب الجواہر کے نام سے (30) جلدوں میں ایک تفسیر لکھی تھی۔ ان کی صاحب زادی نے وہ تفسیر پوری یاد کر لی تھی۔

زین الدین بیان کرتے ہیں:

> ”میں اپنے ماموں سے تفسیر پڑھتا تھا۔ جب میں اپنی والدہ کے پاس آتا تو وہ مجھ سے دریافت کرتیں کہ آج تمہارے ماموں نے کس سورۃ کی تفسیر بیان کی؟ اور انہوں نے کیا کیا باتیں بتائیں۔ جب میں ان

کو بتاتا تو وہ پوچھتیں کہ فلاں سورۃ کی تفسیر میں انہوں نے فلاں بات بتائی کہ نہیں؟ میں جواب دیتا نہیں۔

تو وہ فرماتیں تمہارے ماموں نے فلاں آیت کی تفسیر میں فلاں فلاں باتیں چھوڑ دی ہیں۔"[15]

**فاطمہ بنت محمد بن احمد السمرقندی**(م:581ھ) فقہ حنفی میں بہت شہرت رکھتی تھیں۔ ان کے والد مشہور محدث اور فقیہ تھے۔ فاطمہ نے ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں کمال پیدا کیا انہیں اپنے والد کی کتاب "تحفۃ الفقہاء" پوری ازبر تھی۔ فقہ میں ان کی مہارت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے والد کے پاس کوئی استفتاء آتا تو وہ اپنی صاحبزادی سے مشورہ کرتے تھے، پھر وہ جواب تیار کرتیں اور اس پر باپ اور بیٹی دونوں کے دستخط ہوتے۔ فاطمہ کا نکاح ان کے والد نے اپنے عزیز شاگرد علاؤالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی سے کر دیا تھا۔ کاسانی کو ان کی تصنیف "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" کی وجہ سے علمی دنیا میں بہت شہرت حاصل ہوئی فاطمہ کا علمی فیض نکاح کے بعد بھی جاری رہا وہ اپنے گھر میں درس کے حلقے لگا تیتھیں ان سے بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔ شیخ کاسانی بہت بڑے فقیہ تھے۔ ان کا لقب "ملک العلماء" تھا لیکن ان کی بیوی **فاطمہ** ان سے بڑھ کر تھیں۔ سوانح نگاروں نے لکھاہے:

> **"انها كانت تنقل المذهب نقلا جيدا، وكان زوجها الكاساني ربما يهم في الفتوي فتردّه الى الصواب، وتعرفه وجه الخطا فيرجع الى قولها"[16]**
>
> (وہ حنفی مسلک کی بہت اچھی طرح ترجمانی کرتی تھیں۔ ان کے شوہر کاسانی کو بسا اوقات کوئی مسئلہ بیان کرتے ہوئے وہم ہو جاتا تو فاطمہ اس کی تصحیح کر دیتی تھیں۔ اور انہوں نے کیا غلطی کی ہے یہ بھی بتا دیتیں تھیں چنانچہ کاسانی ان کی تصحیح قبول کر لیتے تھے)

علم حدیث کے میدان میں شیخ ابو الحجاج جمال الدین یوسف المزیؒ (م:742ھ) کی خدمات سے اسلامیات سے دلچسپی رکھنے والے ہر طالب علم اچھی طرح واقف ہے۔ خاص طور سے فن اسماء الرجال میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ان کی تصانیف، تہذیب الکمال فی آسماء الرجال، تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف اور المنتقی من الفوائد الحسان فی الحدیث اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ شیخ مزیؒ کو جتنی مہارت اور شہرت علم حدیث اور رجال کے میدان میں تھی، اتنی ہی، بلکہ اس سے زیادہ مہارت اور شہرت ان کی زوجہ عائشہ ابراہیم بن صدیق جو ام فاطمہ کے لقب سے مشہور تھیں علم تجوید و قرآتِ قرآن کے میدان میں بہرہ ور تھیں، وہ بہترین قاریہ تھیں 741ھ میں (80) برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ نصف صدی سے زائد عرصہ انہوں نے قرآن کی تعلیم و

تدریس میں گزارا اور ہزاروں مردوں اور عورتوں نے ان سے استفادہ کیا۔ ان سے یہ فن سیکھنے والوں میں ان کی صاحبزادی **امۃ الرحیم زینب** بھی تھیں۔ جو مشہور مفسر محدث اور مؤرخ علامہ ابن کثیر الدمشقیؒ (م:774ھ) کی زوجہ تھیں۔

ابن کثیرؒ جہاں شیخ مزیؒ کے مشہور تلامذہ میں سے تھے، وہیں انہوں نے اپنی خوش دامن صاحبہ سے بھی علمی استفادہ کیا تھا۔ ابن کثیر نے ان کا تذکرہ بڑے اچھے انداز میں کیا ہے:

> "اپنے زمانے کی عورتوں میں کثرت عبادت، تلاوت قرآن اور فصاحت و بلاغت اور صحیح ادا کے ساتھ قرآن پڑھنے کے معاملے میں کوئی دوسرا ان کا ہمسر نہ تھا۔ انہوں نے بے شمار عورتوں کا قرآن ختم کروایا اور بے شمار عورتوں نے ان سے قرآن پڑھا۔ ان کی طرح کی قراءت کرنے سے بہت سے مرد حضرات عاجز تھے۔"[17]

اسلام اور مسلمانوں کے امتیازات میں سے یہ امتیازی شان ہر دور میں نمایاں رہی ہے کہ دعوت و تبلیغ میں مردوں کی طرح عورتوں نے بھی بھرپور حصہ لیا ہے اور قرآن و سنت کی نشر و اشاعت میں مردوں کے دوش بدوش خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر عصر حاضر تک خواتین ہر لمحہ وہر لحظہ مردوں کی معاون و مددگار رہیں اور اپنے مال و متاع، علم و فن، عقل و ہنر ہر لحاظ سے دین حق کی خدمت میں پیش پیش رہی ہیں۔

## خلاصہ بحث

بنو امیہ خلافت کے اندر خواتین کی تبلیغی کوششوں کی تفہیم اسلامی تبلیغ میں خواتین کی نوعیت کی تاریخی نظیروں کے بارے میں قابل قدر بصیرت پیش کرتی ہے۔ ان کی لگن، اور تزویراتی اقدامات اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے عصری کوششوں کے لیے پائیدار مثال کے طور پر کام کرتے ہیں۔ ماضی اور حال کے درمیان مماثلتیں کھینچتے ہوئے، یہ مطالعہ اسلام کی تبلیغ میں خواتین کے تعاون کی لازوال مطابقت کو واضح کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم ان کی وراثت پر غور کرتے ہیں، ہمیں متنوع معاشروں میں افہام و تفہیم، اتحاد اور روحانی ترقی کو فروغ دینے کی کوششوں میں خواتین کی آوازوں کو پہچاننے اور ان کو بڑھانے کی ضرورت کی یاد دلائی جاتی ہے۔

دین اسلام ایک ہمہ گیر اور آفاقی دین ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت کی تکمیل کے بعد دعوت تبلیغ کی ذمہ داری تمام مسلمانوں کو سونپی گئی۔ یہ امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری بن چکا ہے۔ اس کی ادائیگی میں مسلمانوں کا کوئی خاص گروہ مختص نہیں بلکہ یہ کام سبھی کو کرنا ہے۔ دعوت دین کی ذمہ داری خواتین پر بھی اسی طرح عائد ہوتی ہے جس طرح مردوں پر۔ لیکن خواتین کا دائرہ کار مردوں سے ذرا مختلف ہے۔ نیک اور صالح معاشرے کے قیام کے لیے خواتین کی دینی تعلیم و تربیت بہت ضروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ

نبی ﷺ نے خواتین کی تعلیم وتربیت کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔ عیدین اور خطبہ جمعہ کے موقع پر خواتین کو بھی شرکت عام کی ترغیب دی جاتی نیز خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے ایک دن مخصوص فرمایا۔ یہ تعلیمات نبوی ﷺ کا ہی نتیجہ تھا کہ دعوت دین کے مقدس فریضے میں خواتین اسلام اپنے رفقاء کی معاون اور مددگار بن گئیں اور حضرت عائشہؓ جیسی بلند پایہ فقیہہ سے صحابہ کرامؓ اہم مسائل میں فتاویٰ لیتے۔

کتب احادیث اور مسلمانوں کی تاریخ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ دین اسلام میں خواتین دعوت دین کے کام میں کتنی سرگرم تھیں، ان کی دعوت دین سے پُر زندگی آئندہ آنے والی امت کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لیے نمونہ بھی ہے اور راہ عمل بھی۔ دعوت میں ایک مسلمان عورت کا کیا کردار ہونا چاہیے امت کی تعلیم وتربیت میں ایک عورت کا کیا دائرہ عمل ہونا چاہیے، امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ کی زندگیاں ان تمام سوالات کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ ان کی بامقصد زندگیاں آج کے پُرفتن دور میں عورتوں کے لیے راہ عمل بھی ہیں اور راہ نجات بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## حوالہ جات

[1] آل عمران 110:3

Āl ‘imrān 3:110

[2] البقرۃ 143:2

Albaqarah 2:143

[3] جبران مسعود، **الرائد** (بیروت: دار العلم للملایین، 1990ء) 229:1۔

Jibrān mas’ūd,alrāid (Beirūt:dār al’ilm lilmlāyīn,1990),1/229

[4] عثمانی، مفتی محمد شفیع، **تفسیر معارف القرآن** (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء) 1/309-316

Ūthmānī , muftī Muhammad shafī’, tafsīr m’ārif alqurān(karāchi:maktabah m’ārif alqurān,2008),1/309-316

[5] النیسابوری، مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س۔ن) ح:177

Alneisāpūrī, Muslim bin alḥajāj, *aljāme’ alṣaḥiḥ* (Beirūt: dār aḥya alturath al’arabī,n.d) ḥ:177

[6] ابن قیم، امام، **اعلام الموقعین** (بیروت: دار الفکر، 1397ھ) 1/92، 93

Ibn alqayyam, imām, *a’lām almauqi’īn*(Beirūt: dār alikar,1397)1/92,93

[7] سیوطی، جلال الدین، **الاتقان فی علوم القرآن**، (مترجم: محمد حلیم انصاری) (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1982ء) 86:2۔

sayūṯī, jalāl aldīn, *alītaqān fī ‘alūm alqurān*( mutarjam: muḥammad halīm anṣārī),(lāhore: idārāh islāmiyāt,1982)2/86.

[8] یونس، 72:10

Yunas, 10: 72.

[9] یس،36:20-21

Yasin, 36:20-21

[10] احمد خلیل جمعہ، عہد تابعین کی جلیل القدر خواتین، محمود احمد غضنفر(یوپی: مکتبہ الفہیم، ۲۰۰۰ء)97

aḥmad khalīl juma'ah, *'ahd altabi'īn kī jalīl alqadar khawātīn*, maḥmūd aḥmad ghaḏanfar(UP: maktabah alfahīm,2000)97

[11] طالب ہاشمی، تاریخ اسلام کی 400 باکمال خواتین(لاہور: پین اسلامک پبلشر، ۱۹۹۲ء)۱۱۴

ṯālib hāshmī, *tārīkh islām kī 400 bākamāl khawātīn*(lāhore: pain islāmic publisher,1992)114

[12] القرطبی، محمد بن عبد البر النمیری، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب(بیروت: دار الجیل،1412ھ)2/289

alqurṯabī, muḥammad bin 'abd albir alnamīrī, *alistī'āb fi ma'rifah alaṣḥāb* (beirūt: dār aljailo,1412)2/289

[13] ابن حجر العسقلانی، شہاب الدین، تہذیب التہذیب(ھند: درانۃ المعارج النظامیہ،2010ء)12/329

Ibn ḥajar al'asqalānī, shahāb aldīn, *tahḏīb altahḏīb*(hind: drānah alm'ārij alniḏāmiyah,2010)12/329

[14] محمد بن سعد ابو عبد اللہ، الطبقات الکبریٰ،(بیروت: دار الکتب العلمیہ،1410ھ)8/388

muḥammad bin sa'ad abū 'abd allah , *alṯabqāt alkubrā*(beirūt: dār alkutub al'ilmiyah,1410)8/388

[15] ابو الفرج زین الدین، البغدادی، کتاب الذیل علی طبقات الحنابلۃ لابن زجب(القاہرہ: مطبعہ السنۃ المحمدیہ،1953ء)440

Abū alfarj zain aldīn ,albaghdādī, *kitāb alḏail 'ala ṯabqāt alḥanābilah laibn zajab*( alqāhirah: maṯba'ah alsunnah almuḥamadiyah,1953)440

[16] زینب بنت علی العامی، الدر المنثور فی طبقات ربات الخذور،367

Zainab bint 'alī al'āmī, *aldur almanthūr fī ṯabqāt rabāt alḥaḏūr*,367

[17] ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ(دار احیاء التراث العربی،1988ء)21/113

Ibn kathīr, *albadaiyah wa alnihaiyah*(dār aḥya' alturāth al'arabī,1988)21/113